اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ـ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

ٹیلیفون نمبر ۱۹

دار الامان قادیان

THE DAILY
ALFAZL QADIAN.

یوم سہ شنبہ

جلد ۲۹ | ۹ امان ۱۳۲۰ ہش | ۱۰ صفر ۱۳۶۰ھ | ۹ مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۵۵

تعزیہ کی رسم سراسر ناجائز اور خلافِ اسلام ہے

رسمِ تعزیہ کا آغاز کیسے ہوا؟

قرونِ وسطیٰ میں اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے درمیان منافرت کی خلیج کو وسیع تر کرنے کے لئے بعض لوگوں نے تعزیہ کی رسم جاری کی۔ واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔ اور مسلمان کہلانے والے یہ دو بڑے گروہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ تعزیہ کیا ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرف منسوب کرکے ایک تابوت بنایا جاتا ہے جسے دیہات اور شہروں کے گلی کوچوں میں پھرایا جاتا ہے۔ نیز نوحہ و واویلا کیا جاتا ہے۔ ہر سال شیعہ صاحبان سن ہجری قمری کے پہلے روز سے ہی یہ ماتم شروع کر دیتے ہیں۔ اور دس دن تک مسلسل اس کارروائی کو جاری رکھتے ہیں۔ اور پھر بعض لوگ چالیس دن پورے ہونے پر چہلم کے نام پر نوحہ کا مزید سامان پیدا کر لیتے ہیں۔ شیعوں کا یہ تعزیہ جزع فزع کا انتہائی مظاہرہ ہوتا ہے۔ حالانکہ لفظ تعزیت بلحاظِ لغت صبر اور تسلی پر دلالت کرتا ہے۔ شیعیت کی غمخواری سیاسی مصالح کے پیش نظر ایجاد ہوئی تھی۔ اور آج بھی کچھ ہوشیار لوگ اسے بطور سیاسی طریق کے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے طول و عرض میں تعزیہ ہندو مسلم فسادات کا موجب بن رہا ہے ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کہ اس میں قصور ہندوؤں کا ہوتا ہے۔ یا تعزیہ اٹھانے والوں کا۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے۔

تعزیہ کے عدم جواز پر شہادتیں

ہر قوم کو اختیار ہے۔ کہ جن رسوم اور عادات کو اختیار کرنا چاہے۔ اختیار کرے لیکن کسی مذہب کے نام پر اس طریق کو جاری کرنا ہرگز روا نہیں۔ جس کی اس مذہب میں قطعاً اجازت نہ ہو۔ شیعہ اصحاب کا تعزیہ نہ صرف اسلام کے خلاف ہے بلکہ خود شیعہ صاحبان کے مسلمہ پیشواؤں کے اقوال کے بھی صریح خلاف ہے۔ اس لئے شیعہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اس طریق عمل پر مذہبی نقطۂ نگاہ سے غور فرمائیں۔ اسی طرح ان لوگوں کو بھی جو اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ مگر مذہب کے نام پر تعزیہ پرستی کو اپنا شعار بنا رہے ہیں۔ غور کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں شیعہ کتب کے وہ حوالجات درج کئے جاتے ہیں جن سے بالبداہت ثابت ہے کہ تعزیہ بنانا ہرگز جائز نہیں۔

بلاشبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مظلومانہ طور پر جام شہادت پینا ایک روح فرسا واقعہ ہے۔ اس کی یاد پر دل میں رنج و افسوس کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ مگر یہ بات صرف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام شہداء کی شہادت کا تصور انسان کے دل میں رنج و غم کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ کچھ کم المناک نہیں خدا کا برگزیدہ خلیفہ عین نماز کی حالت میں ایک شقی کے ہاتھوں شدید طور پر زخمی ہوتا ہے۔ اور چند گھنٹوں میں جانِ عزیز جانِ آفریں کو سونپ دیتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ بھی اس قدر جانگداز ہے۔ کہ اس کے تمام پہلوؤں پر نگاہ کرنے سے خلیفہ ثالث کی انتہائی مظلومیت اور شریر دشمنوں کی انتہائی قساوت قلبی بولتی ہوئی تصویر کی طرح سامنے آجاتی ہے۔ ممکن ہے۔ اس جگہ شیعہ صاحبان کہہ دیں۔ کہ ہم تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو خلیفۂ برحق نہیں مانتے۔ اس لئے ہمیں ان کی شہادت سے کیا تعلق؟ اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی کچھ کم دردانگیز نہیں؟ ان کی وفات بھی مظلومی کی وفات تھی۔ اور وہ اپنے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے بھی شیعہ اور سنی صاحبان کے متفق علیہا عقیدہ کے رو سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بدرجہا افضل تھے۔

پس اگر تعزیہ اس لئے بنایا جاتا ہے۔ کہ حضرت امام حسین شہید ہوئے تھے۔ تو کیا وجہ ہے؟ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کے باعث ان کی یاد میں تعزیہ نہیں بنایا جاتا؟ اور اگر کہو۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے تعزیہ بنانے کی یہ وجہ ہے۔ کہ ان کا مرتبہ اعلیٰ و ارفع ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ خلفائے اربعہ یا بقول شیعہ صاحبان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا مقام بلند نہیں۔ اور اگر بلند مرتبہ والے انسان کی وفات پر تعزیہ بنانا جائز ہوتا۔ تو سب اہل اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تعزیہ بنا کر ماتم کیا کرتے۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ نہ شیعہ اور نہ سنی ایسا کرتے ہیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

"وان الجزع لقبیح الّا علیک وان المصاب بک لجلیل وانہ قبلک و بعدک لجلل"

(نہج البلاغۃ ورق ۱۳۵)

مدینۃ المسیح

قادیان ۷ اماں ۱۳۲۰ ہش - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے - کہ آج شام سے حضور کو سر درد کی شکایت ہے - احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو عام تکلیف سے افاقہ ہے - مگر ضعف بہت ہے اور قارورہ کے امتحان سے بھی بعض نقائص معلوم ہوئے ہیں - احباب حضرت ممدوحہ کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا جاری رکھیں ؛

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی موت پر جزع فزع کرنا سخت قبیح ہے - اور آپ کی وفات امت مسلمہ کے لئے سب سے بڑا افسوسناک واقعہ ہے - سو جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی جزع فزع کرنا جائز نہ ہوا تو اور کون ہے جس کے لئے یہ طریق روا رکھا جا سکتا ہے ؟

شیعہ صاحبان کی کتب میں لکھا ہے - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا معشر المسلمین ان افضل الھدیٰ ھدی محمد وخیر الحدیث کتاب اللہ وشر الامور محدثاتھا الا وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

ترجمہ - اے مسلمانو! سب سے بہتر سنت اور طریق عمل محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا طریق عمل ہے - سب سے بہتر بات کتاب اللہ یعنی قرآن مجید میں ہے - اور سب سے بری باتیں نئی نئی بدعتیں ہوں گی - یاد رکھو ہر بدعت گمراہی ہے - اور ہر گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے -

(بحار الانوار جلد ۱ صـ۲)

اس ارشاد نبوی سے واضح ہے - کہ مسلمان کا فرض ہے - کہ سنت رسول کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرے - حضرت علی فرماتے ہیں -

السنۃ ما سنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم والبدعۃ ما احدث من بعد والجماعۃ اھل الحق وان کانوا قلیلا -

ترجمہ - سنت وہ ہے جس پر خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل پیرا ہوئے - اور بدعت وہ ہے جو بعد میں ایجاد کی گئی - جماعت ہی اہل حق ہوتی ہے خواہ ان کی تعداد تھوڑی ہو -

(بحار الانوار جلد ۱ صـ۲۲)

اس بیان سے سنت وبدعت کی تعریف عیاں ہے - یہ احادیث شیعہ صاحبان کے مسلمات میں سے ہیں -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

آیئے اب دیکھیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کیا ہے ؟ غزوۂ احد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کو کفار نے بُری طرح شہید کیا ان کے ناک اور کان کاٹ ڈالے اور ان کا دل نکال کر چبایا گیا - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روح فرسا واقعہ پر کیا نمونہ پیش کیا لکھا ہے -

”ونزد امراو اظہار جزعے نکرد وآہے نکشید وآبے از دیدہ جاری نہ گردانید“

کہ اس موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی قسم کا جزع فزع ظاہر نہ کیا - اور نہ نوحہ کیا - اور نہ آنکھ سے آنسو جاری ہوئے (حیات القلوب جلد ۲ صـ۱۷۰)

یہ حضور علیہ السلام کا عمل تھا اب حضور کا قول مبارک بھی ملاحظہ فرمایئے - آپ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان کو حکم دیا -

لاتلطمن خدًّا ولا تخمشن وجھًا ولا تنتفن شعرًا ولا تشققن جیبًا ولا تسودن ثوبًا ولا تدعین بویل -

ترجمہ - تم اپنے رخساروں کو نہ پیٹنا - نہ ہی بال اور مونہہ نوچنا اور نہ گریبان چاک کرنا نہ سیاہ رنگ کے ماتمی کپڑے پہننا اور نہ واویلا کرنا -

(تفسیر الصافی صـ۲۱۱ سورۃ الممتحنہ)

اس عام عہد کے علاوہ جو ہر بیعت کنندہ عورت سے لیا جاتا تھا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے موقعہ پر فرمایا - لاتدعی بویل ولا ثکل ولا حزن - اے فاطمہ نوحہ اور واویلا نہ کرنا اور نہ ہی دیگر ناجائز کلمات وا ثکلاہ وغیرہ کہنا (کتاب من لایحضرہ الفقیہہ جلد ۱ صـ۵۶) اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے فرمایا -

”اے فاطمہ چوں بمیرم روئے خود را برائے من مخراش وگیسوئے خود را پریشان مکن و واویلا مگو وبر من نوحہ مکن ونوحہ گراں را مطلب“

ترجمہ - اے فاطمہ جب میں وفات پا جاؤں تو تو میری وفات کے باعث مونہہ پر ہاتھ نہ مارنا - نہ اپنے بالوں کو پراگندہ کرنا - نہ واویلا کرنا اور نہ مجھ پر نوحہ کرنا اور نہ ہی نوحہ کرنے والوں کو بلانا“ (حیات القلوب جلد ۲ صـ۷۵۱)

ان حوالجات سے جو شیعہ صاحبان کی مسلمہ کتب سے پیش کئے گئے ہیں روز روشن کی طرح ثابت ہے - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور حضور کا ارشاد کیا ہے - حضور نے خود نہ نوحہ کیا نہ نوحہ کرنے کی اجازت دی - جزع فزع کا نہ خود اظہار کیا - اور نہ امت کو ایسا کرنے کی اجازت دی - سیاہ لباس پہن کر ماتم کرنے کو اسلام کے خلاف قرار دیا - واویلا مچانا - سر نوچنا اور پیٹنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور حضور کے اقوال کے بالکل خلاف ہے - پس یہ امور سنت نہیں بلکہ بدعت ہیں -

مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین

اسلام نے مصیبت کے وقت صبر کرنے کی تلقین کی ہے - اور صبر کرنے والوں کے لئے بہت بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے - حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -

ینزل الصبر علی قدر المصیبۃ ومن ضرب بیدہ علی فخذہ عند مصیبۃ حبط عملہ کہ صبر کا اجر مصیبت کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے - جو شخص کسی مصیبت کے موقعہ پر اپنی ران پر ہاتھ مارتا ہے - اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے - (نہج البلاغۃ مشہدی ورق صـ۱۲۵)

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجہ والصدر وجز الشعر من النواصی ومن اقام النواحۃ فقد ترک الصبر واخذ فی غیر طریقہ ومن صبر واسترجع وحمد اللہ عز وجل فقد رضی بما صنع اللہ ووقع اجرہ علی اللہ ومن لم یفعل ذلک جری علیہ القضاء وھو ذمیم واحبط اللہ تعالیٰ اجرہ -

ترجمہ - واویلا کرنا با آواز بلند رونا - مونہہ پیٹنا سینہ کوبی کرنا سر کے بال نوچنا جزع کی شدید ترین صورت ہے - جو شخص ماتم قائم کرتا ہے وہ بے صبر ہے - اور جو صبر کرے اور مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اللہ کی قضا پر راضی ہو جائے - اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے - لیکن جو شخص صبر نہیں کرتا - وہ قابل مذمت ہوگا - اور اس پر قضا وارد ہوگی اور اس کے اجر کو اللہ ضائع کر دے گا -

(فروع کافی کتاب الجنائز صـ۱۲۱)

اہل بیت نبوی کا طریق عمل

اسلام اور ائمہ اہل بیت کی اس اعلےٰ تعلیم کے ذکر کے بعد میں یہ بتاتا ہوں - کہ ان مقدس لوگوں کا طریق عمل کیا تھا کیا وہ مصیبت وارد ہونے پر اور اس کے بعد سالہا سال ماتم کیا کرتے تھے یا صبر کی اعلےٰ صفت سے متصف تھے - حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں -

انا اھل البیت نجزع قبل المصیبۃ فاذا نزل امر اللہ عز وجل رضینا بقضائہ وسلمنا لامرہ ولیس لنا ان نکرہ ما احب اللہ لنا -

[illegible]

ترجمہ - ہمارا یعنی اہلبیت کا طریق یہ ہے کہ ہماری گھبراہٹ صرف اسوقت تک ہی ہے

اجرائے نبوت کے فوائد

از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

انبیاء کے ذریعہ امور غیبیہ کا انکشاف

اجرائے نبوت کے فوائد میں سے ایک طرح کا فائدہ آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کے رُو سے بھی پایا جاتا ہے۔ اور وُہ اس طور پر کہ ہر ایک طرح کا غیب جو اللہ تعالےٰ کی ذات سے مختص ہے۔ خواہ وُہ اللہ تعالےٰ کی ذات صفات اور اس کی توحید اور تنزیہہ سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ ملائکۃ اللہ اور قیامت، اور حشر و نشر اور پل صراط اور جنت دوزخ کی جزا و سزا سے۔ خواہ خدا تعالےٰ کی کتب اور نبیوں اور رسولوں کی نبوت اور رسالت کے منصب اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے جو انسانی زبان کے تکلم کے سوا الٰہی کلام کے لئے اور ہی شان میں ظاہر ہوتے ہیں۔ خواہ ان تمام پیشگوئیوں کے متعلق جو خدا تعالےٰ کی صفات جمالیہ اور جلالیہ اور اس کی صفت علم و قدرت کے اسرار عجیب اور نبی کی صفت بشیر اور نذیر کے تحقق کے متعلق پایا جاتا ہو۔ خواہ احکام شریعت اور اخلاق اور عقائد اور اعمال اور علمی حقائق و معارف و دینی دقائق اور لطائف کے انکشاف سے تعلق رکھتا ہو۔ خواہ انسانی استدلال اور استنباط کی حدود کے ختم ہو جانے کے بعد اور اس کے تدبرات اور تفکرات کے نتائج کے منتہی ہو جانے کے بعد جو سلسلہ مغیبات کا پایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق ہو۔ بہر حال کسی طرح کا غیب ہو۔ جو عقول بشریہ کے ادراک سے بالا سمجھا جاتا ہو۔ ایسے غیب کے امور مخفیہ سے خدا ہی ہے جو اطلاع دے سکتا ہے۔ اور ایسے امُور غیب کے انکشاف کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے اگر کسی کو غلبہ مل سکتا ہے تو صرف خدا کے برگزیدہ رسول کو جو امُور غیب کے انکشاف سے خدا تعالےٰ کی طرف سے لوگوں پر اتمام حجت کرنے والا ہو اور اجرائے نبوت کے سوا یہ صورت ناممکن ہے۔

پھر جب انہی امُور غیبیہ میں سے آنے والے موعود رسول کی پیشگوئی اور اس کے زمانہ ظہور کے علامات اور نشانات بھی پائے جاتے ہوں۔ جیسے کہ مسیح موعود اور امام مہدی معہود کے لقب سے اور احمد رسول کے نام سے قرآن کریم اور احادیث نبوی میں پیشگوئی کا ذکر کیا گیا ہے جس سے ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اجراء کا فیضان ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اصلاح امت اور اتحاد امت کے لئے مسیح موعود کی نبوت جو بشان حکمیت و عدلیت اپنی برکات سماویہ اور نشانات غیبیہ پر اشتمال رکھتی ہے اس کے فیضان سے شریعت اسلامیہ اور علوم قرآنیہ کی دوبارہ بہار اور تجدید اجلوہ انوار کے ساتھ اجرائے نبوت کے مسئلہ کی صداقت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اور گو اختلافات امت کی صورت جو امت کے تفرقہ اور تشتت کا باعث ہو۔ قرآن کریم کے رُو سے بغی اور خود روی۔ اور باہمی بغض و حسد کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اسے مذموم قرار دیا ہے۔ لیکن بحکم لا یزالون مختلفین ان اختلافات امت کا دُنیا سے معدُوم ہو جانا بھی محالات سے تبلایا گیا ہے۔ خیر القرون کی روشنی کے بعد انہی اختلافات کا وجُود طبعی خیالات، اور جذبات کی نئی ظلمت کے نتیجہ میں پیدا ہونا ایک لا بدی امر ہے۔ جو نئی روشنی کا محرک اور مقتضی ہوتا ہے۔ جیسے کہ آیت کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر خدا کی کتاب کامل اور محفوظ بھی ہو۔ اور دائمی شریعت پر مبنی بھی ہو۔ پھر بھی جب امت میں عام اختلافات کی صورت پیدا ہو جانے سے وہ فرقہ فرقہ ہو جائے۔ اور ہدایت کی راہ مکمل طور پر کسی فرقہ میں بھی قائم نہ رہی ہو۔ ان حالات میں بھی خدا کی سنت مستمرہ جاری ہے۔ کہ ایسے اختلافات امت کے درمیان فیصلہ کے لئے خدا تعالےٰ کسی نبی کو ضرور مبعوث فرماتا ہے۔ خواہ نئی کتاب کے ساتھ۔ خواہ سابقہ صحیفہ الہامیہ کی صحیح تعلیم کے نئے الہامی انکشاف کے ساتھ۔

پس اس طرح اختلافات کثیرہ کا وجود جس سے امت کا ہر فرقہ صراط مستقیم کے کامل علم اور صحیح تعلیم سے محرومی کے ساتھ اعمال صالحہ کا بھی تارک پایا جاتا ہو۔ تو اس صورت میں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس ظلمت کے دفاع کے لئے با واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس کا قانون کسی آفتاب نبوت کے طلوع کی بشارت دے رہا ہے۔ یا ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ کی بشارت کی رُو سے کسی مہتاب خلافت کا بدر تمام نصرت الٰہیہ کا پتہ دے رہا ہے کہ عنقریب مدد پہونچنے والی ہے

دُشمنوں کے مُقابلہ میں پُرزور تحدّی اور مخالفین کا عجز

اجرائے نبوت کے فوائد سے ایک فائدہ آیت فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین کی تحدّی اور اتمام حجت کے بعد تحقق وعید کے رُو سے ہے۔ اور وُہ اس طرح سے کہ قرآن کریم کے ذریعے تمام عربی، اور عجمی لوگوں پر اتمام حجت کرنے کی غرض سے تمام دُنیا کے سامنے جو زمانہ حال سے مستقبل بعید تک پائی جاتی ہے۔ یہ تحدّی پیش کی گئی ہے کہ اگر قرآن کریم کا یہ دعوےٰ ذالک الکتاب لاریب فیہ کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق پھر بھی شک کی گنجائش ہو۔ تو اس شک کو دُور کرانے کے لئے شک کرنے والوں کو آیت ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ کے الفاظ میں مخاطب کرتے ہُوئے یہ تحدی پیش کی ہے۔ کہ کوئی سُورت جو قرآن میں نازل کی گئی ہے۔ اس کی مثل پیش کر کے دکھاؤ۔ اگر تم معارضہ اور مقابلہ کرنے سے عاجز ثابت ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ یہ کلام بشری کلام سے اپنے خصُوصیات کے لحاظ سے بالا ہے۔ یعنی الٰہی کلام ہے اور اللہ تعالےٰ کے علم اور قدرت کے اسرار کا حامل ہے۔ جیسا کہ سورۃ ہُود میں بھی انہی معنوں میں فرمایا۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الٰہ الا ھو فھل انتم مسلمون۔ یعنی اگر تمام دُنیا کے لوگ مل کر اس قرآن کے بعض حصّہ کا بھی معارضہ اور مقابلہ کرنے سے عاجز ثابت ہوں۔ اور قرآن کی پیش کردہ تحدی کا جواب نہ دے سکیں۔ تو سمجھ لو۔ اور اس بات کو معلُوم کر لو۔ کہ یہ قرآن بشری کلام نہیں۔ کہ بشر اس جیسا بنا سکے۔ بلکہ یہ کلام الٰہی علم کے سرچشمہ سے ظاہر ہُوا ہے۔ جس کے علم کے برابر کسی کا بھی علم نہیں۔ کیونکہ وُہ واحد لاشریک ہے۔ اور شان الوہیت اسی کی ذات سے مختص ہے۔

پس اس اتمام حجت کے طریق کے بعد لوگوں کو رغبت دلائی جائے۔ کہ کیا تم اس معجزانہ تحدی کے بعد بھی دین اسلام کو قبول نہ کرو گے۔ جس کی طرف قرآنی تعلیم دعوت دے رہی ہے۔ اس اتمام حجت کے بعد جو فان لم تفعلوا کے الفاظ سے تعلق رکھتی تھی۔ دوسری تحدی ولن تفعلوا کے الفاظ میں بھی پیش کر دی گئی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے مخصُوص فرمائی گئی۔

کہ اگر بعث اول میں تم مقابلہ کرنے سے عاجز ثابت ہوئے تو اسی طرح بعث ثانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور پر بھی جب کہ تکمیل اشاعت ہدایت کی تقریب پر دوبارہ تمام دنیا کے لوگوں کو قرآن کے مقابلہ کے لئے بلایا جائے گا۔ اس وقت بھی تمام دنیا کے لوگ مقابلہ نہ کرسکیں گے۔ اور ہر پہلو کے لحاظ سے مقابلہ میں عاجز ثابت ہوں گے۔ اور اس وقت ویسے ہی ایک خطرناک جنگ کی آگ دنیا میں مشتعل ہو کر قوموں کو بھسم کر دینے والی اور ان کی عمارتوں اور شہروں کو راکھ بنا دینے والی ہوگی۔ جیسے کہ پہلی بعث میں مخالفوں کو جنگ کی آگ نے بھڑک کر بھسم کیا۔ اور معبودانِ باطلہ پر ناز کرنے والوں کو جو الناس اور الحجر کا مجموعہ تھا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ کے وعید کے ظہور پر تباہ اور برباد کر دیا گیا۔ اور آج بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کے ذریعہ تمام دنیا پر اتمام حجت کر دی۔ اور اپنے الہامی نشانوں اور اعجازی تصنیفوں سے جو قرآن کے اعجازی برکات کے تازہ ثمرات ہیں۔ انہی انعامی اشتہاروں کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جن کا جواب کسی سے بھی نہ ہوسکا۔ تو آپ نے طاعون اور قحط اور کئی طرح کی وباؤں کے علاوہ طوفان باد اور طوفان آب اور سیلابوں اور زلزلوں اور خونریز جنگوں کے متعلق جلالی اور قہری نشانوں سے دنیا کو اطلاع دی۔ جو ایک مدت سے دنیا کے مختلف حصوں کو تباہی اور بربادی میں ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۵۶ پر فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو۔ کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی۔ کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔"

پھر صفحہ ۲۵۷ پر فرماتے ہیں۔ اور کس جبروتی اور جلالی قوت سے بھری ہوئی آواز سے فرماتے ہیں۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔"

اب اگر اجرائے نبوت کے مسئلہ کو غلط قرار دیا جائے۔ تو یہ نشانات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیشکردہ جو وحی نبوت اور امور غیبیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور آیت وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کے معیار صداقتِ مرسلین کے رُو سے آپ کو خدا کا سچا مرسل اور سچا نبی ثابت کر رہے ہیں۔ اس کے انکار سے سارے ہی نبیوں اور رسولوں کا انکار اور ان کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور ارشاد لا نفرق بین احد من رسلہ کا معیار خدا کے رسولوں اور نبیوں کی صداقت پرکھنے کے لئے ایک ہی ایسا پیمانہ ہے۔ کہ ایک رسول کی تکذیب سے سب کی تکذیب اور ایک کے انکار سے سب کا انکار ایک لازمی بات ہے:۔

~~~~~~

مسیحی معجزات پر ایک نظر

تحقیق الادیان

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشیر اور نذیر بن کر آتے ہیں۔ وہ ماننے والوں کو بشارات دیتے۔ اور منکرین کو مختلف قسم کے عذابوں سے ڈراتے ہیں۔ اور جب ان کی وہ پیشگوئیاں جو اپنے اندر تبشیری اور انذاری پہلو رکھتی ہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ تو ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو ان کی صداقت کا بہت بڑا نشان سمجھا جاتا ہے۔ آجتک کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا۔ جس نے معجزات و نشانات نہ دکھلائے ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا۔ جس کی صداقت خدا تعالےٰ نے متعدد نشانات سے خواہ وہ قہری ہوں یا مہری ظاہر نہ کی ہو۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں نے حد درجہ لغو سے کام لیتے ہوئے آپ کے نشانات کو آپ کی الوہیت کا ثبوت قرار دے دیا ہے۔ اور پھر ایسے عجیب و غریب معجزات ان کی طرف منسوب کئے ہیں کہ جن کا صدور کسی انسان سے ممکن ہی نہیں اور اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوتے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ توحید الٰہی کے قیام کی سب سے زیادہ تڑپ اپنے سینہ و دل میں رکھتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنی امت کو کھلے لفظوں میں فرمایا کہ من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ یعنی جو شخص میرے متعلق جھوٹ سے کام لے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔ مگر مسیحیوں کے سامنے چونکہ ایسی کوئی ہدایت نہیں تھی۔ یا اگر تھی تو اسے انہوں نے درخور اعتنا نہ سمجھا۔ اس لئے معجزات کے باب میں انہوں نے سخت ٹھوکر کھائی اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مسیح مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ کوڑھیوں کو اچھا کرتے تھے۔ اور لولوں لنگڑوں کو تندرست کر دیتے تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ مردوں کو زندہ کرنا خدا کا کام ہے۔ اور کوئی انسان خواہ کتنی بڑی روحانی طاقت کا مالک ہو یہ نہیں کرسکتا۔ کہ کسی مردہ کو زندہ کر دے۔ اسی طرح دعا سے قریب المرگ مریض تو شفا پاسکتے ہیں مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ اگر کسی کا ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ تو دعا سے اس کی جگہ نیا ہاتھ پیدا ہو جائے۔ یا پہلے اندھا ہو تو پھر دعا کی برکت سے بینا ہو جائے اس قسم کی طاقتیں اللہ تعالےٰ میں ہی ہیں۔ کسی انسان میں نہیں۔ حتیٰ کہ اس نے کسی رسول کو بھی ان طاقتوں میں شریک نہیں ٹھہرایا۔

غرض مسیحی معجزات کے باب میں ہمیشہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح کو بشریت کی بجائے الوہیت کے مقام پر فائز کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالےٰ کی غیرت یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتی۔ کہ ایک بشر رسول کو اس کا شریک بنایا جائے اس لئے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے عیسائیوں کی اپنی الہامی کتاب یعنی انجیل اور صحف مقدسہ میں عیسائیوں کے ہاتھوں ایسا مواد رکھ دیا ہے۔ جو الوہیت مسیح کی عمارت کو گرانے کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ پہلا اصل جو معجزات مسیح کے باب میں عیسائیوں کے خود تراشیدہ دعوؤں کو باطل کرتا ہے۔ یہ ہے کہ اناجیل میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں جن میں حضرت مسیح نے معجزات دکھانے سے کھلے طور پر انکار کیا ہے مثلاً مرقس میں لکھا ہے۔

"فریسی نکل کر اس سے بحث کرنے لگے۔ اور اسے آزمانے کے لئے اس سے کوئی آسمانی نشان طلب کیا۔ اس نے اپنی روح میں آہ کھینچ کر کہا۔ کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان
~~~~~~

نہ دیا جائے گا۔ اور وہ انہیں چھوڑ کر پھر کشتی میں بیٹھا۔ اور پار چلا گیا"۔ مرقس ۸/۱۱ تا ۱۳

لوقا ۲۳/۹ میں آتا ہے:۔ "ہیرودیس یسوع کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کیونکہ مدت سے اس کے دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اس لئے کہ اس کا حال سُنا تھا۔ اور اس کا کوئی معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا۔ اور وہ اس سے بہتیری باتیں پوچھتا رہا۔ مگر اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ اور سردار کاہن اور فقیہہ کھڑے ہوئے۔ زور شور سے اس پر الزام لگاتے رہے۔ پھر ہیرودیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اُسے ذلیل کیا اور ٹھٹھے میں اڑایا۔ اور چمکدار پوشاک پہنا کر اس کو پیلاطس کے پاس واپس بھیجا۔ اور اسی دن ہیرودیس اور پیلاطس آپس میں دوست ہو گئے۔ کیونکہ پہلے ان میں دشمنی تھی۔"

متی ۲۷/۴۲ میں لکھا ہے:۔ "جب حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ تو "راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے۔ اے مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے۔ تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کے ٹھٹھے سے کہتے تھے۔ اس نے اوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُتر آئے۔ تو ہم اس پر ایمان لائیں۔"

یوحنا باب ۶ میں حضرت مسیحؑ کی بعض لوگوں سے ایک گفتگو درج ہے۔ جس میں ضمناً معجزات کا بھی ذکر آتا ہے۔ لکھا ہے "یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خدا کا کام یہ ہے۔ کہ جسے اس نے بھیجا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ پس انہوں نے اس سے کہا۔ پھر تو کونسا نشان دکھاتا ہے۔ تاکہ ہم دیکھکر تیرا یقین کریں۔ تو کونسا کام کرتا ہے۔" ۶/۳۰

یوحنا ۲/۱۸ میں آتا ہے "یہودیوں نے جواب میں اُن سے کہا۔ تو جو ان کاموں کو کرتا ہے ہمیں کونسا نشان دکھاتا ہے۔"

پولس کہتا ہے:۔ "یہودی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حکمت تلاش کرتے ہیں۔ مگر ہم اس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں۔ جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بے وقوفی ہے (۱ کرنتھیوں ۱/۲۲)

ان حوالجات میں سے پہلا حوالہ یہ بتاتا ہے۔ کہ فریسیوں نے حضرت مسیحؑ سے اُن کی صداقت کا جب کوئی نشان طلب کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کھلے طور پر کہہ دیا۔ کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ اور چونکہ عیسائی جسقدر معجزات بیان کرتے ہیں وہ اسی زمانہ کے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ معجزات اس حوالہ کو درست تسلیم کرنے کی حالت میں کسی صورت میں بھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتے۔

دوسرا حوالہ ہیرودیس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ یسوع مسیحؑ کا معتقد تھا۔ اور کاہنوں اور فریسیوں کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ مگر ہیرودیس نے جب آپ سے نشانات کے بارے میں گفتگو کی۔ تو آپ نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ ہیرودیس مخالف پارٹی کے ساتھ مل گیا یہ حوالہ بھی عیسائیوں کے دعوے کو باطل کرنے والا ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیحؑ غیر معمولی نشانات دکھایا کرتے تھے۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ یا تو وہ مستقبل میں کسی نشان کا وعدہ دیتے۔ یا کسی گذشتہ نشان کا حوالہ دے دیتے۔ مگر انہوں نے ان دونوں میں سے کوئی طریق بھی اختیار نہ کیا جس کا لازماً ہیرودیس پر اچھا اثر نہ ہوا۔

تیسرا حوالہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو جب صلیب پر لٹکایا گیا۔ تو راہ گذر اور دوسرے لوگ آپ کا مذاق اڑاتے اور کہتے۔ کہ اگر یہ شخص اب صلیب پر سے اُتر آئے۔ تو ہم ایمان لے آئیں۔ ہمارے اعتقاد کے مطابق گو خدا نے لوگوں کو یہ نشان دکھا دیا۔ اور حضرت مسیحؑ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ مگر عیسائیوں کے نزدیک وہ صلیب پر سے زندہ نہیں اُترے۔ بلکہ صلیب پر ہی فوت ہوئے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ عیسائی کہنے کو تو حضرت مسیحؑ کو ابن اللہ قرار دیں مگر ان کے عجز کی کیفیت یہ ہو۔ کہ وہ لکڑی اور لوہے کی صلیب کو بھی نہ توڑ سکیں۔

چوتھے اور پانچویں حوالہ میں یہودیوں وغیرہ کے متعلق یہ ذکر آتا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیحؑ سے نشانات کا مطالبہ کیا۔ گویا وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ اُن کیلئے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ ممکن ہے۔ یہ خیال کر لیا جائے۔ کہ یہ دشمنوں کا قول ہے۔ جو قابل پذیرائی نہیں۔ مگر اس شبہ کو آخری حوالہ ردّ کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں پولوس خود کہتا ہے۔ کہ یہودی تو ہم سے کہتے ہیں۔ کہ ہم مسیحؑ کا کوئی نشان بتائیں۔ اور ہم انہیں یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ مسیحؑ مصلوب ہو گیا۔ لوگوں کے نزدیک یہ بیوقوفی کی بات ہے۔ مگر ہم کرتے یہی ہیں۔ گویا انجیل کے رو سے مسیحی خود بھی اس پہلو میں اپنی کمزوری کو محسوس کرتے تھے۔ پس جبکہ حالت یہ ہے اور انجیل کی اندرونی گواہی مسیحی نشانات کے مخالف نظر آتی ہے۔ تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے ایسے نشانات دکھائے جو آجتک کسی بشر رسول سے ظاہر نہیں ہوئے۔

امتحان "فتح اسلام"

دنیا ظلمت اور گمراہی میں گھری ہوئی تھی ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ اظہر من الشمس تھا۔ خدا تعالیٰ کی یاد قلوب انسانی سے محو ہو چکی تھی۔ خدا تعالےٰ نے اپنی سنت مستمرہ کے مطابق اپنی بادشاہت کا سکہ قلوب انسانی پر بٹھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تمام عمر روحانی جہاد میں صرف کی اور از سر نو اسلام کی برتری اور عظمت کو قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایمان اور عرفان سے پُر ہیں۔ حضور کی کتب کے مطالعہ سے انسان روحانی علوم سے وافر حصہ پاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا علم تام حاصل کر کے اس کا مظہر بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا و خوشنودی کو حاصل کر کے اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کر لیتا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اس مقصد کے پیش نظر ہر تین ماہ کے بعد حضورؑ کی ایک کتاب کا امتحان لیا کرتی ہے مجلس تین امتحان لے چکی ہے۔ اور اس سلسلہ کا چوتھا امتحان جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ "فتح اسلام" کا ۲۰ شہادت (اپریل) کو انشاء اللہ لیا جائے گا۔ یہ کتاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہماری درخواست پر مقرر فرمائی ہے۔ پس اس اعلان کے ذریعہ مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران سے بالخصوص اور دیگر احباب سے بالعموم درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ کوشش فرمائیں کہ ان کے حلقہ کے تمام خواندہ احباب اور خواتین اس امتحان میں شریک ہوں۔ اس خدمت کو بجا لا کر وہ اپنے پیارے آقا کی خواہش کو پورا کر کے سعادتِ دارین حاصل کر سکیں گے۔

قارئین کرام کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ جلد از جلد اپنے اپنے حلقہ کے شامل ہونے والے احباب و خواتین کی فہرستیں معہ ایک پیسہ فی کس فیس داخلہ وصول فرما کر ارسال فرمائیں۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ واری کو سمجھنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار

عبد اللطیف مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اعزاز

بیگم صاحبہ چوہدری۔ سی۔ ایس۔ خان بنارس کینٹ کو ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر یو۔ پی نے آنریری مجسٹریٹ مقرر فرمایا ہے آپ یو۔ پی میں پہلی مسلم خاتون ہیں جنہیں یہ اعزاز دیا گیا ہے۔ آپ گو ابھی احمدی نہیں ہیں لیکن "الفضل" سے آپکو گہری دلچسپی ہے۔ اور اسکا باقاعدہ مطالعہ فرماتی ہیں۔ ہم اس عزت افزائی پر ان کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ارتقائے قومی کا مسئلہ اور اخبار "اہلحدیث"

یہ سوال مسلمانوں میں مدتوں سے زیر بحث ہے کہ وہ کس طرح اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکتے اور دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ اپنی زندگی کے دن بسر کرنے کے قابل بن سکتے ہیں۔ غور کرنے والوں نے غور کیا اور مدبرین نے اس کے متعلق کئی تدابیر سوچیں۔ مگر ہنوز روز اول والا معاملہ ہے اور مسلمان اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں وہ آج سے پچاس یا ساٹھ سال پہلے کھڑے تھے۔

قوموں کے عروج و ارتقا کی تاریخ میں پچاس یا ساٹھ سال کی مدت معمولی نہیں ہوتی۔ جرمن قوم نے اس سے بہت کم عرصہ میں ترقی کی۔ اور جاپانی قوم بھی ایک قلیل عرصہ میں دنیا پر اپنا رعب قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اسی طرح اور زندہ اقوام ایک ایک منٹ کو قیمتی سمجھتیں اور چند سالوں میں ہی دنیا کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیتی ہیں مگر مسلمانوں پر کچھ ایسا جمود۔ ایسی بے حسی اور ایسی غفلت طاری ہے ایک بے جان لاشہ کی طرح زندگی کی کوئی حرکت ان میں نظر نہیں آتی۔ اور نہ خون حیات ان کی رگوں میں دوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ قومی زوال درد مند مسلمانوں کو خون کے آنسو رلا چکا ہے شاعروں نے بڑے بڑے مرثیے کہے اہل قلم اصحاب نے معرکۃ الآراء مضامین لکھے۔ اور خطیبوں اور لیکچراروں نے دھواں دھار لیکچر دیئے۔ اور ان میں ہر ایک نے یہ رونا رویا کہ مسلمان گر گئے۔ مگر یہ سب تقریریں بے نتیجہ رہیں سب لیکچر ناکام ثابت ہوئے اور کوئی جد و جہد مسلمانوں کے جمود کو حرکت میں تبدیل نہ کر سکی۔ آخر یہ کیوں ہوا۔ کیا سمجھانے والوں میں کوئی نقص ہے یا سمجھنے والے ہی مردہ واقع ہوئے ہیں کہ وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اس

سوال کا حل مسلمانوں سے آج تک نہیں ہو سکا اور وہ بار بار اسی کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "اہل حدیث" ۷ ماہ فروری میں پھر اسی موضوع پر آہ و فغاں کی گئی ہے اور "رہنمایان قوم" اور "بہی خواہان جماعت حقہ" سے التماس کی گئی ہے کہ وہ اس نقص کا ازالہ کریں۔ "اہل حدیث" کا نامہ نگار لکھتا ہے:

"ہیں جماعتی تنزلی کے ازالہ اور بجائے تنزلی ترقی کی صورتیں کیا کیا ہیں اکثر سوچتا رہتا ہوں جو بے شمار صورتیں ذہن میں آتی ہیں۔ مثلاً دل ہی خواہاں ہیں مخلصین اور زر نقد کی سخت ضرورت ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہماری انفرادی تنزلی کا کیا علاج ہے اور یہ چیز اپنی جگہ مسلم ہے کہ انفرادی ترقی تاآنکہ ہم میں نہ ہو جماعتی ترقی نہیں ہو سکتی انفرادی قوت سے اجتماعی قوت ہوتی ہے اب سوال یہ ہے کہ جماعتی ترقی کی صورتیں کیا ہیں۔ اس کی صورتیں بھی مختلف ہیں ایک ایسی جماعت کی بنیاد ڈالی جائے جو آناً فاناً انفرادی تشخص کو اجتماعی تشکیل میں لے آوے ایسی صورت میں میری ذاتی رائے ہے کہ بجائے جدید بنا ڈالنے کے موجودہ کل مذہبی جماعتوں کو جو کہیں کانفرنس کہیں انجمن کہیں اور کچھ نام سے موسوم ہیں توڑ کر ایک کر دی جائیں یا یوں کہیئے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو بڑی جماعت میں مدغم کر دیا جائے"

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ مسلمان جماعتی ترقی کے لئے تین باتوں کو ضروری سمجھتے ہیں۔

اوّل ان میں مخلصین کا وجود ہونا چاہیئے۔ دوم مالی لحاظ سے ان کی طاقت مضبوط ہونی چاہیئے۔ سوم۔ ایک ایسی جماعت قائم ہونی چاہیئے جو آناً فاناً انفرادی تشخص کو اجتماعی تشکیل میں لے آئے۔ یعنی سب انجمنیں سب کانفرنسیں اور سب مجالس توڑ کر

صرف ایک جماعت قائم کر دی جائے۔ ہر شخص بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ باتیں گو نہایت ضروری ہیں مگر ان کو عملی جامہ پہنانا آسان نہیں۔ اس کے لئے دلوں پر تصرف کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بے نظیر قوت جاذبہ کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالے کی مدد اور اس کی تائید کی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے یہ کام نہ پہلے کبھی ہوا۔ نہ اب ہو سکتا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو سکے گا۔

درحقیقت مسلمانوں کی تباہی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ باتیں بنانا تو جانتے ہیں۔ مگر عملی رنگ میں کوئی کام کرنا نہیں جانتے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ باتیں بنانے والے ناکام رہتے ہیں اور کام کرنے والے دنیا میں غالب آجاتے ہیں۔ مسلمان بھی اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ بجائے باتیں کرنے کے اپنے اسلاف کی طرف نگاہ دوڑائیں اور دیکھیں کہ دنیا میں وہ کس طرح کامیاب ہوئے۔ پھر جو طریق ان کی کامیابی کا ثابت ہو وہی طریق خود اختیار کریں۔ اگر اس نیت اور ارادہ کے ساتھ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے حالات پر غور کیا جائے گا۔ تو تمام مسلمان اس ایک ہی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ مسلمانوں کی ترقی کا راز یہ تھا۔ کہ وہ ایک جماعت میں شامل تھے۔ وہ بنیان مرصوص کا عملی نمونہ تھے۔ اور وہ ایک نام کے اشارہ کے منتظر رہتے تھے۔ وہ اگر حکم دیتا کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیئے جائیں۔ تو وہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیتے تھے اور وہ اگر سیف دشمناں سے ہم آغوش ہو جانے کے لئے کہہ دیتا تو وہ بسم اللہ کہہ کر آمادۂ جنگ ہو جایا کرتے تھے۔ یہی اطاعت کی روح تھی جس نے مسلمانوں کو کامیاب کیا اور یہ اطاعت کی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایک خلیفہ ایک امام اور ایک مطاع نہ ہو جو صاحب الاطاعت ہو اور جس کے

ایک چھوٹے سے چھوٹے حکم کی نافرمانی بھی انسان اپنی ہلاکت کا باعث یقین کرتا ہو۔ اگر مسلمان بھی یہ طریق اختیار کریں تو ان کا تنزل ترقی سے بدل سکتا ہے۔ مگر ہم انہیں بتاتے ہیں کہ یہ راہ سوائے خدا کے اور کوئی کھول نہیں سکتا۔ ایسی جماعتیں خدا کے ہاتھ سے قائم ہوا کرتی ہیں اور خدا کے قائم کردہ خلفاء ہی منزل مقصود پر پہنچایا کرتے ہیں۔ پس ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے ہاتھ سے کسی کو اپنا امام بنا کر پھر بھی ٹھوکریں ہی کھاتے پھریں اور اس نسخہ کا غلط استعمال انہیں اور بھی خستہ حال کر دے۔ وہ اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو کسی زندہ جماعت کو تلاش کریں۔ اس جماعت پر نگاہ ڈالیں جو خدا کے ہاتھوں قائم ہونے کی مدعی ہے اور جو اسی نہج پر ترقی کر رہی ہے۔ اور پھر بجائے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانے کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ یہی طریق کامیابی کا ہے اور اسی طریق میں جماعتی ترقی کا راز مضمر ہے۔

قابل توجہ موصی صاحبان

تمام موصی صاحبان کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بجملہ خط و کتابت کے وقت اور اپنا چندہ آمد ارسال کرتے وقت اپنا نمبر وصیت ضرور ساتھ لکھا کریں۔

(سکوٹری بہشتی مقبرہ)

تقرر عہدہ داران

محلہ دار الرحمت قادیان کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ داران کا انتخاب منظور کیا جاتا ہے۔ احباب ان سے تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سکرٹری مال } بابو غلام حید رصاحب
محاسب } پنشنر

امین: ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب

(ناظر بیت المال)

دھرم کوٹ بگہ میں شاندار تبلیغی جلسہ

پچاسی ۸۵ اشخاص نے بیعت کی

آج مورخہ ۷ ماہ امان ۱۳۲۰ھش بروز جمعہ جماعت احمدیہ دھرم کوٹ بگہ کا شاندار تبلیغی جلسہ صبح گیارہ بجے سے پانچ بجے شام تک زیر صدارت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہوا۔ چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔اے نے صداقت اسلام پر۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی اعجاز پر۔ مولوی دل محمد صاحب مبلغ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر۔ مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ختم نبوت پر اور صاحب صدر نے مسئلہ جہاد پر تقاریر فرمائیں۔ اختتام جلسہ پر پچاسی ۸۵ نئے اشخاص نے بیعت کی۔ الحمدللہ اللھم زدفزد۔ جلسہ میں ضلع کی اکثر جماعتوں کے علاوہ اردگرد کے غیر احمدیوں۔ سکھوں اور ہندوؤں نے بڑے شوق سے حصہ لیا۔ اور آخر وقت تک تقاریر کو سنتے رہے (نامہ نگار)

انسپکٹران بیت المال توجہ کریں

کچھ عرصہ ہوا۔ انسپکٹران بیت المال کو نمونہ نقشہ کارگذاری بابت ۴۱-۱۹۴۰ء دیکر ہدایت کی گئی تھی کہ وہ بہت جلد انہیں پُر کرکے دفتر ہذا میں بھجوادیں۔ مگر تاحال سوائے ایک کے کسی انسپکٹر کی طرف سے یہ نقشہ مکمل ہوکر واپس موصول نہیں ہوا۔ اسلئے بذریعہ اعلان ہذا انکو توجہ دلائی جاتی ہے کہ یہ نقشہ ۲۰ مارچ ۴۱ء سے قبل دفتر ہذا میں بھجوادیں۔ (ناظر بیت المال)

سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت جماعتہائے سندھ

جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے متواتر اور تاکیدی ارشادات کے باعث تعلیم و تربیت کی رپورٹیں ہر ماہ کی دس تاریخ تک مرکز میں پہنچنی ضروری ہیں۔ اپنی اپنی جماعت کی رپورٹ بہت جلد مرتب کرکے خاکسار کے نام ارسال فرمائیں۔

خاکسار احمد الدین سیکرٹری تعلیم و تربیت پراونشل انجمن احمدیہ سندھ

بقیہ صفحہ ۲

جب تک مصیبت وارد نہیں ہوتی لیکن جب اللہ کا حکم آجاتا ہے تو ہم اس کی قضاء پر راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیتے ہیں اور ہم کیونکر اس چیز کو ناپسند کر سکتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے پسند کی ہے۔" (من لایحضرہ الفقیہ جلد ۱ صفحہ ۶)

اس اقتباس کی روشنی میں ان شیعہ بھائیوں کا جو ائمہ اہل بیت کی پیروی کا ادعا کرتے ہیں فرض ہے کہ تعزیہ بنانے کو ترک کریں اور ائمہ اہل بیت کی طرح صبر کا طریق اختیار کریں۔ امام ابوعبد اللہ رحؒ فرماتے ہیں۔ "انا صبرو شیعتنا اصبر منا" کہ ہم صبر کرتے ہیں اور ہماری جماعت وہ ہے جو ہم سے بھی زیادہ صبر کرتی ہے" (الصافی شرح اصول الکافی جلد ۴ صفحہ ۱۸۲)

یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضؓ کے نام پر جزع فزع کرنے والے لوگ ہی ان سے محبت کرتے ہیں یا جزع فزع کرنا سچی محبت کی علامت ہے کیونکہ کوفہ کے لوگوں نے حضرت امام حسینؓ اور ان کے اہل بیت سے غداری کر کے انہیں شہید کیا۔ مگر وہاں کی عورتیں ان کا ماتم کر رہی تھیں۔ ان لوگوں کو مخاطب کر کے حضرت ام کلثومؓ نے فرمایا،

"اے اہل کوفہ! تمہارے مردوں نے ہم کو قتل کیا اور اب تمہاری عورتیں روتی ہیں۔ خداوند عالم بروز قیامت ہمارا تمہارا حاکم ہے"۔ (جلاء العیون اردو جلد ۲ صفحہ ۵۰۴)

پس نوحہ کرنے والوں کو دیکھ کر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کو ائمہ اہل بیت سے حقیقی محبت ہے حقیقی محبت والا انسان اپنے محبوب کی پیروی کیا کرتا ہے اور یہ لوگ ائمہ اہل بیت کے صریح خلاف عمل کر رہے ہیں۔

شیعہ کتب کے حوالجات

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ نوحہ کرنا اور تعزیہ بنانا شیعہ کتب کے رو سے بھی ناجائز اور سراسر گناہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"النیاحۃ من عمل الجاھلیۃ" کہ نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ (تفسیر القمی صفحہ ۲۶۷)

پھر فرماتے ہیں:- "اگر نوحہ کنندہ توبہ نہ کند پیش از مردن چوں روز قیامت مبعوث شود جامہ از مس گداختہ و جامہ از جرب برا و پوشانند" نوحہ کرنے والا اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کا لباس خارش وغیرہ کا ہوگا یعنی اسے عذاب دیا جائے گا۔

حضرت علی رضؓ نے کوفہ میں صفین کے مقتولوں پر نوحہ کرنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا۔

"الا تنھونھن عن ھذا الرنین" کہ لوگو! تم ان عورتوں کو اس رونے اور بین کرنے سے کیوں نہیں روکتے یعنی یہ جائز نہیں (نہج البلاغۃ ورق نمبر ۱۳۶)

آخری حوالہ جو اپنی وضاحت میں بے نظیر ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین رضؓ نے فرمایا۔

"من جدد قبراً او مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام" ترجمہ:- جو شخص از سر نو قبر بنائے یا تابوت و تعزیہ بنائے وہ اسلام سے خارج ہے" (من لایحضرہ الفقیہ جلد ۱ صفحہ ۶)

ان حوالجات سے ثابت ہے کہ شیعہ کتب کے رو سے بھی تعزیہ بنانا اور نوحہ کرنا وغیرہ سراسر ناجائز ہے بلکہ حضرت علی رضؓ کے قول کے مطابق تعزیہ بنانا انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ پس شیعہ اصحاب کو چاہیئے وہ تعزیہ کے بارے میں اسلام اور ائمہ اہل بیت کے مسلک کو اختیار کریں۔ اور ان باتوں سے اجتناب کریں جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔

خاکسار:- ابوالعطا جالندہری قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۶ مارچ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ کی فضائی افواج کے نائب کمانڈر مارشل ہربرٹ ایک ہوائی حادثہ سے ہلاک ہو گئے ہیں۔

برلن ۶ مارچ۔ ہٹلر کی طرف سے صدر ترکی کو جو خط بھیجا گیا تھا۔ اس کا جواب آج ہٹلر کو پہنچ گیا ہے۔ اس جواب کے لئے وزارت ترکی کا اجلاس چھ گھنٹے ہوتا رہا۔ خیال ہے کہ سلسلہ خط و کتابت ابھی جاری رہے گا۔

لنڈن ۶ مارچ۔ جرمنی نے یونان کو الٹی میٹم دیدیا ہے کہ برطانیہ سے اتحاد توڑ دو۔ محوری بلاک میں شامل ہو جاؤ۔ ہوائی اڈے جرمنی کے کنٹرول میں دیدو۔ اور سالونیکا کو آزاد بندرگاہ قرار دے دو۔ استنبول اور بلغاریہ کے درمیان گاڑیوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی ہے

لنڈن ۶ مارچ۔ آج دار العوام میں نائب وزیر خارجہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ فرانسیسی مراکو کے علاقہ کاسا بلانکا میں جرمن فوجیں موجود ہیں۔ فروری میں جرمن افسروں کی کافی تعداد اور بہت سے سپاہی وردیوں اور اسلحہ کے ساتھ وہاں پہنچ چکے ہیں

وشی ۶ مارچ۔ جنرل ویگان جو اکتوبر ۱۹۴۰ء میں فرانسیسی افریقہ کے ڈیفنس کے انچارج ہو کر وہاں گئے تھے۔ اب یہاں واپس آگئے ہیں۔ آپ نے فرانسیسی وزارت کے سامنے اس علاقہ کے متعلق اپنے تاثرات پیش کئے ایک دو روز میں آپ پیرس جائیں گے۔

لنڈن ۷ مارچ۔ وزیر خوراک نے دار العوام میں کہا۔ کہ یکم اپریل سے برطانیہ میں گوشت اور انڈوں کے استعمال پر مزید پابندیاں لگادی جائیں گی۔

لنڈن ۷ مارچ۔ ایک امریکن نے انقرہ ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ ہٹلر نے ترکی کو یہی لکھا ہوگا۔ کہ ترکی و جرمنی میں تاریخی دوستی ہے۔ اور نیز یہ کہ اس کے مجوزہ نئے نظام سے ترکی کو کیا فوائد پہنچ سکتے ہیں۔ ترکی سے اس کے متعلق ابھی کوئی خبر نہیں مل سکی۔

صوفیہ ۷ مارچ۔ بلغاریہ کے اعلیٰ جرمن فوجی افسر نے کل یہاں ایک جنگی کونسل کی۔ بلغاریہ کو بیرونی دنیا سے ہر لحاظ سے منقطع کر دیا گیا ہے۔

ٹوکیو ۷ مارچ۔ تھائی لینڈ اور انڈو چائنا میں سمجھوتہ کی جو بات چیت یہاں ہو رہی تھی۔ وہ آج دوپہر کو ختم ہو گئی۔ عارضی صلح کی میعاد بھی آج ختم ہے۔ جاپان کی تجاویز میں سے موٹی موٹی مان لی گئی ہیں۔ سرحدوں کا تصفیہ ایک کمیشن کریگا جس میں جاپان کی حیثیت۔ بعد میں واضح کی جائے گی۔

لنڈن ۷ مارچ۔ کل رات ایک جرمن بمبار گرالیا گیا مغربی علاقہ کے بعض شہروں پر کچھ بم گرائے گئے۔ مگر نقصان زیادہ نہیں ہوا۔

چنگکنگ ۷ مارچ مارشل چیانگ کائی شیک نے یہاں سے ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ چین کی کامیابی یقینی ہے۔ اور اس سے روس۔ امریکہ اور برطانیہ کو فائدہ پہنچے گا۔ آپ نے کہا۔ کہ جاپان کے ساتھ ہماری صلح کا اب کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

واشنگٹن ۷ مارچ۔ فوجی عمر کے امریکنوں میں سے ۶۵ فی صدی نے استصواب پر یہ رائے دی ہے۔ کہ پٹہ پر اور ادھار برطانیہ کو مال دینے کا بل پاس کر دیا جائے۔ ۵۵ فی صدی کی رائے تو یہ ہے کہ یہ بل بغیر کسی ترمیم کے پاس کر دیا جائے۔

دہلی ۷ مارچ۔ مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ نے ایک تحریک تخفیف پیش کی۔ تا بلوچستان کو اصلاحات دینے کے سوال پر بحث کی جائے۔ تحریک ۸ اسکے مقابلہ میں ۴۴ آراء

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی